# دارالعلوم حقانیہ کا مختصر تاریخی جائزہ

جناب محمد اجمل خاں خٹک سربراہ اے این پی

اے این پی کے سربراہ جناب محمد اجمل خان خٹک اپنے ابتدائے شعور سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپکے تعاون اور سرپرستی سے تعلیمی زندگی کے صبر آزما مراحل میں آگے بڑھتے رہے۔ حضرت شیخ الحدیث ؒ سے ترجمۂ قرآن، بعض درسی کتب اور حجۃ اللہ البالغہ پڑھی، پھر عملی زندگی میں دارالعلوم کے معاملات اور ترقی و کامیابی کے مراحل ان کا مشاہدہ تھا بعد میں اگرچہ سیاسی حالات کی وجہ سے بعد پیدا ہوگیا۔ مگر پھر بھی موصوف نے اپنی شہادت ریکارڈ کرائی، ذیل کا مضمون موصوف کے سیاسی اہداف اور اختلاف سے قبل کی تحریر ہے جو قیام دارالعلوم کے چھٹے سال لکھی گئی تھی۔ ۱۹۵۲ء کی یہ تحریر اگرچہ مکمل دستیاب نہ ہوسکی تاہم اسکا میسر شدہ حصہ، فائدہ سے خالی نہیں جس سے دارالعلوم کی ابتدائی تاریخ اور بانی دارالعلوم کے سوانح اور آغاز کار و رفتار پر کافی روشنی پڑتی ہے نیز حضرت ؒ پر ان کا مستقل مضمون بھی اسی خصوصی نمبر میں شریک اشاعت ہے

صوبہ سرحد کے پٹھانوں کی علمی اور ادبی تاریخ میں خٹک قبیلہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اسی قبیلہ کا صدر مقام اکوڑہ خٹک نامی قصبہ ہے۔ جو ضلع پشاور کے تحصیل نوشہرہ میں کئی ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اکوڑہ خٹک دریائے اٹک کو عبور کرنے کے بعد صوبہ سرحد کی طرف ریلوے کا تیسرا اسٹیشن اور جی ٹی روڈ کے کنارے ایک مشہور تاریخی مقام ہے۔ اس گاؤں کی بنیاد ملک اکوڑہ خان نامی خٹک سردار نے اکبر بادشاہ کے عرصہ میں رکھی تھی۔ اس بانی کے نام کی مناسبت سے کچھ عرصہ تک اس کا نام "ملک پورہ" رہا۔ اور بعد میں اکوڑہ خٹک مشہور ہوگیا تب سے اب تک یہ گاؤں علاقہ خٹک کا ممتاز قصبہ اور دریائے لنڈہ یا کابل کے کنارے آمدورفت کی ایک مشہور گذرگاہ ہے۔ جس پر یوسف زئی، صوات بنیر۔ باجوڑ۔ دیر اور چترال تک پیدل قافلوں کی آمدورفت ہوتی رہتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ گاؤں تجارت کے لحاظ بھی ایک اہمیت کا حامل رہا ہے۔ خٹک نوابوں کا پایۂ تخت ہونے کی وجہ سے ایک طرف اس گاؤں کی آبادی میں اضافہ ہوتا رہا۔ اور دوسری طرف سیاسی سرگرمیوں اور علوم و فنون کا مرکز بھی بنتا گیا۔ چنانچہ کسی وقت اسے "قطعۂ یونان" نام بھی انہی علمی و ادبی امتیازات کی وجہ سے دیا گیا۔ پٹھان تاریخ کا بے مثال ہیرو اور مشہور جرنیل خوشحال خان خٹک جو ایک طرف وقت کا بہترین سپہ سالار معلم اور رہنما تھا اور دوسری طرف پشتو کا عظیم شاعر اور ادیب تھا۔ اور جسے مورخین "صاحب سیف و قلم"، اور "بابائے پشتو"، کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس گاؤں میں پیدا ہوا۔ خوشحال خان اور اس کا خاندان کی علم دوستی اور ادب پروری کی وجہ سے اکوڑہ خٹک بارہویں صدی کے اوائل تک پشتو ادب کا مرکز اور مروجہ علوم و فنون کی آماجگاہ بنا رہا اور بالآخر جب انگریزوں کی تسلط نے اس قصبہ کی سیاسی مرکزیت کا مکمل طور پر خاتمہ کیا۔ تو اس کے علمی اور ادبی حلقوں پر بھی تنزل شروع ہوا۔ تاہم درس و تدریس اور علم و ادب کا چرچا باقاعدہ جاری رہا۔ تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی دور میں بھی یہاں کی درس و تدریس کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا۔ اگرچہ باقاعدہ درسوں کا ایسا بندوبست نہ تھا جیسا کہ آج کل ہے مگر جیسا کہ اس وقت عام دستور تھا مسجدوں میں مدرس علماء کے پاس افغانستان، چترال۔ پکھلی۔ کنڑ۔ صوات۔ بنیر۔ باجوڑ۔ بلوچستان اور کاشغر تک کے طلباء مذہبی علوم حاصل کرنے کے لئے سالوں سال موجود رہتے۔ اس دور میں مندرجہ ذیل حضرات کی درسیں کافی شہرت حاصل کرچکی تھیں۔

مولانا مولوی عبدالنور صاحب عرف صنخرتے ملا صاحب۔ مولانا حاجی عبدالقادر صاحب مولانا عبدالقیوم صاحب مرحوم ..... اس کے ساتھ ساتھ جناب قبلہ حاجی سید مہربان علی شاہ صاحب (جو ایک خدارسیدہ عارف تھے اور سلسلۂ رشد و ہدایت کے لئے "حاجی صاحب اکوڑہ خٹک" کے نام سے دور دور تک مشہور تھے) نے پروانہ گان شمع رسالت اور طالبان راہ حقیقت کو اکوڑہ خٹک کی طرف متوجہ کیا۔ جس سے یہ قصبہ اور بھی ممتاز ہوتا گیا۔

## مذہبی درسگاہ کا تصور

زمانے کی ترقی اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ جب ذرائع آمدورفت کی آسانی اور نئی ایجادات نے وقت اور فاصلے کو کم سے کمتر کیا۔ نئے تجربات اور ترقیوں نے حالات کچھ سے کچھ کرائے۔ علوم و فنون کے معیار، انداز اور حصول میں فرق آگئے۔ اور اس کے ساتھ ہندوستان پر انگریزوں کے عیارانہ قبضہ اور علماء کے ساتھ ان کے جابرانہ سلوک نے اسلامی درد رکھنے والوں کو مذہبی درسگاہیں بنانے اور سیاسی اقتدار کے بجائے درس و تدریس کے ذریعے دین کی خدمت کرنے کی طرف متوجہ کیا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ہندوستان کے مسلمان مدرسے اور دارالعلوم تعمیر کرانے لگے۔ اس کا اثر صوبہ سرحد اور قبائل کے بیدار مغز علماء پر بھی ہوا۔ اور یہاں بھی مدرسے بنانے کی طرف توجہ دیجانے لگی۔ چنانچہ کچھ عرصہ میں چند مدرسے قائم کیے گئے۔ جس میں مدرسہ "رفیع الاسلام بہانہ ماڑی" اور "تعلیم الفرقان زیارت کاکا صاحبؒ"، خاصے مشہور اور کامیاب مدرسے رہے مگر بدقسمتی سے زمانہ دیر تک ان کا ساتھ نہ دے سکا۔

اکوڑہ خٹک کے حلقہ ہائے درس و تدریس اور خادمان علوم دینیہ بھی

ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور اب یہاں بھی دینی تعلیم کے لئے منظم مدرسہ کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔ یہاں تک کہ چند اصحاب نے ذاتی قسم کے مدرسوں کی بنا ڈالی مگر زیادہ عرصہ تک کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوا یہی احساس کچھ عرصہ تک مختلف شکلوں میں ظہور پذیر ہونے کے بعد آخر کار شدت اختیار کر گیا۔ اور ادھر ملک میں سیاسی بیداری نے ایک ایسی جماعت بھی پیدا کر دی تھی جس میں استقامت کے ساتھ اجتماعی کام کرنے کی صلاحیت موجود تھی۔ چنانچہ گاؤں کے چند بیدار مغز نوجوانوں سید نور بادشاہ صاحب، شیخ غلام مرتضیٰ صاحب قاضی عبدالودود صاحب اور محمد حسین صاحب نے مشورہ کر کے مولانا الحاج عبدالحق صاحب فاضل دیوبند۔ حاجی محمد یوسف صاحب اور محمد حسین صاحب کے ساتھ ایک مدرسہ کے قیام کی تجویز پر غور کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ان سب نے گاؤں کے معززین، خوانین، علماء و شرفاء کو جمع کر کے اللہ کا نام لے کر مسجد دھیلیاں میں مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی۔

## مدرسہ تعلیم القرآن اکوڑہ خٹک

۱۹۳۷ء میں اس پرائمری مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اور طے پایا کہ گاؤں کے بچوں کو ابتدائی لازمی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن شریف۔ ابتدائی اسلامی معلومات اور نماز پنجگانہ۔ نماز جنازہ اور نماز عیدین با ترجمہ پڑھانے کا باضابطہ طور پر بندوبست ہوگا۔ ساتھ یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ جب اس مدرسہ کے طلباء درجہ چہارم سے ترقی کریں گے تو ان کے لئے پانچویں جماعت درس نظامی کی بنیادوں پر بنائی جائے گی اور اس طرح انشاءاللہ دارالعلوم کا پروگرام عملی شکل اختیار کرتا جائے گا، چنانچہ اسی پروگرام کو مد نظر رکھ کر پرائمری کلاسوں (ابتدائی جماعتوں) کے نصاب میں اس مقصد کیلئے طلباء کی تیاری کا خیال رکھا گیا۔ اس مدرسہ کو باقاعدگی سے چلانے کے لئے مندرجہ ذیل کارکنان اور سرپرستان کا انتخاب ہوا۔ صدر مولانا الحاج عبدالحق صاحب فاضل دیوبند۔ نائب صدران سید نور بادشاہ و حاجی محمد یوسف ناظم اعلیٰ قاضی عبدالودود اسیر۔ نائب ناظمان شیخ محمد شفیق مرحوم۔ اور مولانا محمد عمر خان ناظم نشر و اشاعت حکیم نصیر الدین مرحوم۔ اور خزانچی محمد حسین۔ اور مجلس عاملہ میں شیخ غلام مجبوب قریشی مرحوم، شیخ تعریف گل، ماسٹر غلام جیلانی۔ حاجی احسان اللہ اور سید نسیم اللہ شاہ حاجی ملک امرالہیٰ اور رحمان الدین کے نام قابل ذکر ہیں ان اصحاب کی سرکردگی میں مدرسہ دن دگنی، رات چوگنی ترقی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ مدرسہ کے لئے ایک مخصوص عمارت کی اشد ضرورت محسوس کی گئی، اس مقصد کے لئے انہیں مدرسہ کا موجودہ محل منتخب کرنا پڑا۔ گاؤں کے ایک غریب مدرس غلام جیلانی نے سو روپیہ بطور امداد دے کر عمارت کو مدرسہ کی شکل دینے کا کام شروع کیا جو بعد میں تمام معاونین کی معاونت سے خاطر خواہ گنجائش کا مکان بنتا گیا۔ اور مدرسہ یہاں منتقل کیا گیا۔ مدرسہ کی کامیابی اور کارکنان کی کارکردگی سے متاثر ہو کر گاؤں اور گرد و نواح کے لوگ ادھر متوجہ ہوئے اور اس طرح مدرسے کی معاونین میں اضافہ ہوتا رہا۔ خان اعلیٰ محمد زمان خان ————، رحیم گل صاحب شیخ غلام محمد صاحب نے خدمات کیں۔ گاؤں کے ہر کہہ و مہہ نے ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی دے کر مدرسہ تعلیم القرآن کو بام عروج پر پہنچایا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد مدرسہ کی ترقی سے متاثر ہو کر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد نے مدرسہ کو گرانٹ کی پیشکش کی اور مدرسہ نے قبول کی۔ ان دنوں حضرت العلامہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی صوبہ سرحد تشریف لائے تھے انہوں نے مدرسہ تعلیم القرآن اکوڑہ خٹک کا معائنہ فرما کر اس مدرسہ کے متعلق اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر فرمائی تھی۔

"میں اپنی خوش قسمتی سے ماہ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ میں اس مدرسہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں حاضر ہوا۔ اگرچہ اس مدرسہ کو جاری ہوئے ابھی ایک برس کا عرصہ نہیں ہوا مگر ظاہری احوال اور ترقیات امید افزا ہیں۔ بحمد اللہ بچے بھی بکثرت ہیں اور مدرسین کرام کی قربانی اور ایثار بھی اطمینان بخش ہے۔ میں اہل اکوڑہ سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مدرسہ کے جاری رہنے اور روز افزوں ترقی کرنے میں ہر قسم کی امداد فرماویں۔ وہ ہر طرح تمام اہل قصبہ کے لئے دین و دنیا کا ذخیرہ ہے۔ نیز میں امید کرتا ہوں کہ اہل قصبہ اپنے اپنے بچوں کو ضرور بالضرور یہاں کی تعلیم سے آراستہ کرنے کی کوشش کریں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔"

ان کے علاوہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری۔ میاں قمر الدین صاحب مرحوم رئیس اچھرہ مہتمم دارالعلوم فتیحہ اچھرہ اور دیگر اصحاب نے اس مدرسہ میں تشریف لا کر کارکنان کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کے لئے انہیں اپنی آراء سے مستفیض فرمایا۔ اس مدرسہ کی تعلیمی حالت خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم اور قابل کارکنان اور تجربہ کار اساتذہ کی جان فشانی کی بدولت کافی تسلی [illegible] طرح یہ مدرسہ بفضل ایزد تعالیٰ ہر لحاظ سے کامیاب و رو بہ ترقی ہے۔ [illegible] مدرسہ نے اپنے قیام کے پندرہ سال میں جو ترقی کی ہے وہ اس کاغذی بیان سے زیادہ اس احاطہ میں محسوس کی جا سکتی ہے جو سات نشستگاہوں اور ایک مختصر میدان پر مشتمل ہے اور جس میں باقاعدہ درج رجسٹر تقریباً ۲۰۰ طلباء اور چھ اساتذہ کے زیر تربیت قرآن شریف اور اسلامیات کا درس لیتے دیکھے جا سکتے ہیں۔ آپ بلا تخصیص کسی بچے پر اس کی استطاعت اور استعداد کے مطابق اسلامیات کے بارے میں سوال کیجئے۔ آپ یہ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے کہ یہ ننھا بچہ کس مستعدی سے آپ کے سوال کا جواب دیتا ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ محکمۂ تعلیم کے مقررہ نصاب میں بھی اس مدرسہ کے طلباء سرکاری مدرسوں کے طلباء سے کسی طرح کم نہیں۔

## دارالعلوم کی ابتداء

تعلیم القرآن کو پھلتا پھولتا دیکھ کر انجمن تعلیم القرآن اور سرپرستان نے اسے پرائمری سے ترقی دینے کے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کیا جو اس مدرسہ کی سنگ بنیاد رکھتے وقت ان کے پیش نظر تھا۔ یعنی "دارالعلوم" کا قیام چنانچہ جب تعلیم القرآن کے چوتھے درجے سے طلباء ترقی کر گئے تو ان کے لئے

اسلامیات کی مزید تعلیم و تربیت کی خاطر پانچویں جماعت کا افتتاح کیا گیا۔ جس کا نصاب وہی مقرر کیا گیا۔ جو درس نظامی کی بنیادوں پر دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا جا رہا ہے۔ اس کام کے لئے گاؤں کے ایک عالم فاضل حافظ قاضی حبیب الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند کی خدمات حاصل کی گئیں اور اس طرح مدرسہ تعلیم القرآن کو ترقی دے کر دارالعلوم کی ابتدار کی گئی۔ اور باقاعدہ پڑھائی شروع ہوئی۔ جس میں نہ صرف تعلیم القرآن کے فارغ شدہ طلبہ داخل کیے جانے لگے۔ بلکہ باہر سے بھی طلبہ آنے شروع ہوئے۔ مولانا الحاج عبدالحق صاحب فاضل دیوبند جو مدرسہ کے صدر تھے دارالعلوم کے بھی صدر اور مہتمم مقرر ہوئے اور خود بھی اسی اہتمام اور ارادوں کے ساتھ مختلف علوم کا درس دیا کرتے تھے۔ اور آپ کے پاس مختلف مدارج کے کئی طلبار موجود رہتے۔

## مولانا الحاج عبدالحق صاحب اور دارالعلوم دیوبند

اس اثنا میں دارالعلوم دیوبند کو مولانا عبدالحق صاحب کی ضرورت ہوتی۔ انجمن تعلیم القرآن، سرپرستانِ مدرسہ اور معززین اکوڑہ خٹک اور مضافات نے کافی کوشش کی کہ آپ اکوڑہ ہی میں رہیں تاکہ تعلیم القرآن آپ کی سرپرستی سے محروم نہ ہو اور دارالعلوم کے مجوزہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں خادمانِ انجمن کی رہنمائی فرمائیں مگر حالات کچھ ایسے تھے کہ آپ کو دارالعلوم دیوبند کی ضرورت کے ماتحت وہاں کی آواز پر لبیک کہنے کے بغیر چارۂ کار نہ تھا۔ اور آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ وہاں آپ تقریباً چار سال مدرس رہے۔ مگر دیوبند میں رہنے کے باوجود آپ انجمن تعلیم القرآن، مدرسہ اور دارالعلوم کی سرگرمیوں کے ساتھ وابستہ رہے۔

## تقسیم ہند کا اثر

ہندوستان کی سیاسیات نے پلٹا کھایا۔ انگریز اپنا بوریا بستر سمیٹ کر بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ ہندوستان، ہندوستانیوں کے لئے رہ گیا۔ اور مسلمان رہنماؤں کے مطالبے اور تجویز کے مطابق ہندوستان تقسیم ہوا۔ پاکستان عالم وجود میں آیا۔ بھارت ہندو اکثریت کا ملک تسلیم کیا گیا۔ اور پاکستان مسلمانوں کی ریاست ٹھہری۔ تقسیم کے تبدیلی آبادی کا واقعہ بھی پیش آیا۔ جس کے نتیجے میں مسلم آبادی نے ہندوستان چھوڑ کر پاکستان کی طرف ہجرت شروع کی۔ اور ہندو بھارت کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ساتھ کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے جس نے دونوں فرقوں کے تعلقات تلخی کی حد تک ناخوشگوار کر دیئے۔ جس سے آمد و رفت کے ناممکن حد تک دشوار ہو گئے۔ اِن حالات میں علوم دینیہ کے وہ مدارس اور دارالعلوم جو خط تقسیم کے اُس پار تھے اِدھر کے مسلمانوں سے کٹ گئے۔ اور اِدھر کے طلبار وہاں جا کر علوم دینیہ حاصل کرنے سے قطعی محروم رہ گئے۔ چنانچہ یہاں شدت سے محسوس کیا جانے لگا کہ خطِ تقسیم کے اس پار ایسے دارالعلوم بنانے چاہئیں جس سے وہ کمی پوری ہو سکے جو تقسیم سے واقع ہوئی ہے۔ بلکہ مزید ترقی بھی ہو۔ اور اس احساس نے یہاں چند دارالعلوم کی بنیادیں ڈالیں جس میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سب سے اولین ہے۔

## دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اس احساس نے انجمن تعلیم القرآن اکوڑہ خٹک کے مجوزہ دارالعلوم کے پروگرام کو کامیابی کی طرف لے جانے میں شدت سے تحریک پیدا کی، اِدھر دارالعلوم کو جلد از جلد باقاعدہ منظم اور وسیع تعلیمی ادارہ کی شکل دینے کی ضرورت محسوس کی جانے لگی اور اُدھر مولانا الحاج عبدالحق صاحب صدر تعلیم القرآن دارالعلوم دیوبند سے کٹ کر اکوڑہ خٹک میں درس و تدریس اور انجمن تعلیم القرآن کی معاونت کے لیے مزید تجربہ اور اشتیاق کے ساتھ متوجہ ہوئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ دیوبند کے وہ طالب علم جو اَب دیوبند نہیں جا سکتے تھے اور مولانا عبدالحق صاحب کے دیوبند میں شاگرد یا جان پہچان والے تھے۔ مولانا کی خدمت میں سلسلۂ تعلیم جاری رکھنے کے لئے کافی تعداد میں آنے شروع ہوئے۔ اس طرح قدرت نے ایسے حالات مہیا فرمائے جن میں اکوڑہ خٹک اور مضافات کے ان لوگوں کی امیدیں بر آئی آسان دکھائی دیں جن نے عرصہ سے ہر قسم کی مالی جانی قربانیاں کر کے اس ارادے سے تعلیم القرآن کی ابتدار کی تھی کہ اکوڑہ خٹک کے غریب لوگ ایک نہ ایک دن ایک شاندار دارالعلوم کی خدمت اور برکات حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس دارالعلوم کے خد و خال پر ایک منظم وسیع اور باقاعدہ دارالعلوم کے اعلان کا فیصلہ ہوا جبکہ داغ بیل پرائمری مدرسہ کی شکل میں ۱۹۳۷ء میں اور ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے نام سے دارالعلوم قائم کیا گیا۔ جو خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم اور اہل خیر حضرات کی معاونت سے آج پاکستان بھر میں سب سے ممتاز حیثیت کا مالک ہے۔

## دارالعلوم حقانیہ کی مقبولیت

ابتدا میں اہالیان اکوڑہ خٹک اور مضافات نے ہمہ تن ایثار بن کر دارالعلوم حقانیہ کی بنیادوں کو اپنے خون پسینے سے استوار کرنے کے لئے اس کے قیام کی آواز پر لبیک کہا۔ علماء و خوانین، شرفاء و سادات نے اس کی سرپرستی کی طرف توجہ دی۔ غربار اور عوام نے اپنے منہ کے نوالے میں حصہ کر کے دارالعلوم کے طلبہ کی مشکلات رفع کرنے کے لئے قربانیاں پیش کیں۔ اکوڑہ خٹک کے تقریباً (۲۵) مساجد میں باہر سے آنے والے طلبار دو دو سے لے کر دس دس تک تقسیم کیے گئے۔ جن کی رہائش اور خور و نوش کا انتظام متعلقہ اہل محلہ نے ذمے لیا۔ علمار نے طلبار کو پڑھانے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ جن میں جناب مولانا الحاج سید بادشاہ گل صاحب سجادہ نشین اکوڑہ خٹک، اور مولانا الحافظ ڈاکٹر محمد اسرار الحق صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے دیگر مالی اور جانی قربانیوں کے ساتھ ساتھ طلبار کی ایک جماعت کو حسبۃً للہ ضروری کتابیں پڑھانی شروع کیں۔ حضرت مولانا الحاج عبدالحق صاحب جو مدرسہ تعلیم القرآن کے صدر اور مہتمم تھے دارالعلوم کے بھی مہتمم مقرر کر دیئے گئے۔ اور اس طرح دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے

(باقی ص۴۶۸ پر)